OPEN ACCESS
Al-Duhaa
﴾Journal of Islamic Studies﴿
ISSN (print): 2710-0812
ISSN (online): 2710-3617
www.alduhaa.com

Al-duhaa, Vol.:5, Issue: 1, Jan -June 2024
DOI:10.51665/al-duhaa.005.01.0254, PP: 120-130

اسلامی قانون اور وضعی قوانین کا اساسی، نفسیاتی اور تنفیذی پہلوؤں کا تجزیاتی و تقابلی مطالعہ

Analytical and Comparative study of constitutive, psychological and enforcement mechanism of Islamic law and statutory Laws

Published:
20-06-2024
Accepted:
10-06-2024
Received:
01-05-2024

Dr. Lubna Farah
Assistant Professor of Arabic, NUML, University Islamabad
Email: Lubnafarah@gmail.com

Dr. Saleem Nawaz
Assistant Professor, Army Burn Hall College for Boys Abbottabad
Email: saleem.scholar@gmail.com

Abstract

This research undertakes a comprehensive analysis and comparison of Islamic law (Sharia) and statutory law, exploring their fundamental principles, methodologies, and applications. A critical examination of the historical development, sources, and interpretations of Islamic law is presented, alongside a parallel analysis of statutory law's evolution, structure, and enforcement mechanisms. The study identifies areas of convergence and divergence between the two legal systems, including their approaches to justice, rights, and obligations. Through a comparative lens, this research aims to foster a deeper understanding of the complexities and nuances of both laws. On the Islamic law and Statutory law a rich literature is availabl, however, a valuable analytical and comparative study of both law is still requires to trace out the need, importance and efficacy of Islamic law, and incompatibility and limitation of statutory law in fulfilling the demands of modern age. In this connection, an analytical and comparative study of both laws has been conducted, and the need, importance, validity and efficacy of Islamic law hase been highlighted whereas the incompatibility and limitation of statutory law has been traced out.

Keywords: *Islamic law, Sharia, statutory law, comparative law, legal philosophy, jurisprudence.*

CC BY

تمہید

مقالہ ہذا میں اسلامی قانون اور وضعی قوانین کی اساسیات، نفسیاتی اثرات اور تنفیذی و اطلاقی پہلوؤں کا تجزیاتی و تقابلی مطالعہ کیا گیا ہے۔ اسلامی قانون کی ضرورت، اہمیت، افادیت و امتیازات کی وضاحت کی گئی ہے اور وضعی قوانین کی محدودیت، انسانی مزاج، فطرت اور نفسیات سے غیر ہم آہنگی پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ زیر تحقیق مقالہ میں تجزیاتی و تقابلی طریقہ تحقیق اختیار کیا گیا ہے۔

قانون کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم

معجم الوسیط میں قانون کے لغوی و اصطلاحی مفہوم یوں بیان کی گئی ہے۔

"القَانُونُ : مقياسُ كل شيء وطريقُه [روميّة ، وقيل : فارسية]. و (في الاصطلاح) : أمرٌ كلِّيٌّ ينطبق على جميع جُزئيَّاته التي تُتعرَّف أحكامُها منه"[1] .

" قانون: ہر چیز کا درست اندازہ کرنے کا آلہ اور طریقہ۔ (اہل لغت نے اسے رومی یا فارسی لفظ قرار دیا ہے)۔ اور (اصطلاح میں) کوئی امر کلی جو اپنے تمام جزئیات پر منطبق ہو اور جس سے اس کا حکم معروف ہوتا ہے"۔

معجم اللغۃ العربیۃ المعاصرہ میں قانون کی تعریف اس طرح کی گئی ہے۔

"قواعد وأحكام تتّبعها النّاسُ في علاقاتهم المختلفة وتنفِّذها الدّولةُ أو الدول بواسطة المحاكم" [2]۔

" وہ قواعد واحکام جن کی مختلف علاقوں کے لوگ پیروی کرتے ہیں۔ ملک یا ممالک عدل وانصاف قائم کرنے کے لئے ان کا نفاذ عمل میں لاتے ہیں"۔

SALMOND اپنی کتاب Jurisprudence میں لکھتا ہے:

"*The law is the body of principles recognised and applied by the state in the administration of justice. Or, more shortly: The law consists of the rules recognized and acted on in courts of justice.*[3]"

" قانون اصول و قواعد کا ایسا مجموعہ ہے جسے ملک کی حکومت تسلیم کر کے اس کے ذریعے عدل وانصاف قائم کرتی ہے یا اس قانون کو ملک کی عدالتیں تسلیم کر کے ان پر عمل کرتی اور کراتی ہیں"۔

قانون سے مراد وہ احکام ہیں جو انتظامیہ کے اعلیٰ ارکان ادنیٰ ارکان کے لئے وضع کرتے ہیں۔ یا انسان کے خارجی افعال کے متعلق وہ عام قاعدہ ہے جس کی تعمیل ملک کی مرکزی حکومت لوگوں سے کراتی ہے۔

اسلامی قانون اور وضعی قوانین کا تجزیاتی و تقابلی مطالعہ

ا۔ اسلامی قانون میں انسانی نفسیات کی رعایت

اسلام دین فطرت ہے اور اس کے قوانین فطرت انسانی کے عین مطابق ہے کیونکہ واضع قانون، خالق انسانیت اور علیم و خبیر ذات ہے جو انسانی طبائع و نفسیات اور ان کے ماضی، حال اور مستقبل کے تمام تر حالات اور واقعات کا مکمل ادراک رکھتے ہیں۔

"فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا"[4]

"پس پوری یکسوئی کے ساتھ اس دین کی طرف متوجہ ہو جاؤ جو اللہ کی اس فطرت کے عین مطابق ہے جس پر اللہ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے اسلامی شریعت میں اقوام عالم اور دنیا کے ہر گوشے کی نفسیات اور طبعی میلانات کا لحاظ رکھا ہے۔ اسلامی شریعت کے اندر انسان کی بشری کمزوریوں کا پورا لحاظ رکھا گیا ہے۔ اس قانون میں کوئی امر ایسا نہیں جو فطری، طبعی اور نفسیاتی طور پر انسان کے لئے ناقابل عمل ہو۔ قرآن کریم کی درج ذیل آیات میں اسلامی قانون اور انسان کے مابین اس فطری مطابقت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

۱۔"لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا"[5]

"اللہ کسی شخص کو اس کی قدرت وطاقت سے زیادہ مکلّف نہیں بناتا"۔

۲۔"يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ"[6]

"اللہ تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے دشواری اور تنگی نہیں چاہتا"۔

۳۔"وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ"[7]

"اللہ نے دین کے معاملے میں تمہارے لئے کوئی تنگی نہیں رکھی"۔

۴۔"مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ"[8]

"اللہ نہیں چاہتا کہ تمہیں کسی دشواری میں مبتلا کرے"۔

اسی طرح رسول اکرم ﷺ جب کسی صحابیؓ کو انتظامی امور سپرد کرتے تھے تو اسے لوگوں کے لئے آسانی پیدا کرنے اور ان کے مشکلات کو دور کرنے کی ترغیب دیتے تھے۔ اور آپس میں محبت، شفقت، انسیت اور بھائی چارہ کو فروغ دینے اور بغض و عداوت اور نفرتوں کے خاتمے کی تاکید فرمایا

کرتے تھے۔ جیساکہ موسیٰ اشعریؓ اور معاذ بن جبلؓ کو یمن کے مختلف اضلاع کے گورنرز بنانے کے بعد انہیں نصیحت فرمائیں۔

"يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا، وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا، وَتَطَاوَعَا وَلَا تَخْتَلِفَا"[9].

"آسانی پیدا کرو، مشکل میں نہ ڈالو، رغبت دلاؤ، نفرت نہ دلاؤ، اور تم دونوں آپس میں اتفاق رکھنا' اختلاف نہ پیدا کرنا"۔

ایک اور موقعہ پر ارشاد فرمایا:

"إِنِّي لَمْ أُبْعَثْ بِالْيَهُودِيَّةِ وَلَا بِالنَّصْرَانِيَّةِ، وَلَكِنِّي بُعِثْتُ بِالْحَنِيفِيَّةِ السَّمْحَةِ"[10]

"میں یہودیت اور نصرانیت لے کر نہیں آیا، مجھے نرمی اور سہولت آمیز شریعت دے کر مبعوث کیا گیا ہے"۔

رسول اللہ ﷺ اپنی حیات طیبہ میں ہمیشہ دو امور کے مابین آسان امر کو اختیار فرماتے تھے۔ اگرچہ وہ گناہ نہ ہو۔

"مَا خُيِّرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَمْرَيْنِ، إِلَّا أَخَذَ أَيْسَرَهُمَا"[11]

"رسول اللہ ﷺ کو جب اختیار دیا گیا دو کاموں میں تو آپؐ نے آسان کام کو اختیار کیا"۔

مذکورہ بالا آیات و احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ خالق کائنات نے جو قانون انسان کو عطا کیا ہے اس میں حرج، تنگی، کراہت، بوجھ، مشقت اور تکلیف کا کوئی عنصر نہیں ہے۔ اس قانون کے اندر انسان کی بشری کمزوریوں اور فطری تقاضوں کا بھرپور لحاظ رکھا گیا ہے۔

۲۔ قانونی کی جامعیت و مقبولیت

انسان محدود سوچ، علم، خود غرضی، تنگ نظری اور ذاتی پسند و ناپسند کی بنا پر کوئی ایسا جامع قانون نہیں بنا سکتا جو عالم انسانیت کے ہر طبقہ کے لئے قابل قبول ہو کیونکہ چند انسانوں کی سوچ تمام انسانوں کی نمائندگی نہیں کر سکتی۔

"انسانی قانون چند انسانی ذہنوں کی پیداوار ہے۔۔۔ انسان محدود علم واحساس رکھتا ہے وہ کروڑوں انسانوں کی نفسیات کا قدر مشترک معلوم نہیں کر سکتا اور تمام لوگوں کے احساسات وطبائع کو ملحوظ رکھتے ہوئے قانون سازی ہر گز نہیں کر سکتا۔ قانون خواہ کتنے ہی اخلاص کے ساتھ بنایا جائے مگر اس میں طبعی میلانات اور ذاتی رجحانات کا اثر ناگزیر طور پر آئے گا وہ قانون کی تشکیل میں یقیناً اپنے پسندیدہ پہلوؤں کو ترجیح دے گا اور ان گوشوں کو نظر انداز کر دے گا جو اس کو ناپسند ہیں"[12]۔

اللہ تعالیٰ جو خالق کائنات ہے وہ خوب جانتا ہے کہ انسان کی بقا، طبعی و فطری میلانات و ترجیحات اور فوز و فلاح کس چیز میں ہے۔ اسلامی قانون کی تشکیل میں خالق کائنات نے ان تمام چیزوں کو مد نظر رکھا ہے۔ فطری طور پر ہر انسان یہ تقاضا کرتا ہے کہ قانون سازی کا حق صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہو۔ جو انسان کی فطری تقاضوں سے بخوبی واقف ہے۔ صرف وہی ذات کوئی ایسا قانون دے سکتا ہے جو تمام انسانی طبقات کے لئے مقبول ہو۔

"اس لئے قانون سازی کا حق صرف خالق کائنات کو ہے، جو تمام انسانوں کی نفسیات، مزاج، طبائع، ضروریات اور احساسات سے پوری طرح واقف ہے وہی کوئی ایسا قانون دے سکتا ہے جو ہر قوم اور ہر عہد کے انسانوں کے لئے یکساں اور مفید ہو"[13]۔

اسلام اللہ علیم و خبیر کا عطا کردہ نظام ہے جو انسان کی فطرت سے خوب واقف ہے، اس کے احساسات وجذبات سے بھی اگاہ ہے اور آنے والے حالات سے باخبر بھی، لہٰذا اللہ علیم و خبیر کا دیا ہوا نظام ہر حوالے سے کامل و اکمل ہے ہر نقص سے پاک ہر علاقے اور ہر زمانے کے لئے یکساں مفید ہے۔ اور عدل کے تقاضے بھی پورے کرتا ہے۔

۳۔ اسلام کی فطرت انسانی سے ہم آہنگی

اسلامی قانون مکمل طور پر انسانی فطرت کے ساتھ ہم آہنگ ہے، اسلام کا کوئی حکم انسانی فطرت سے متصادم نہیں، کوئی امر ایسا نہیں جو انسانی ضمیر اور دل و دماغ پر بوجھ بن جائے۔ خود رسول خدا ﷺ نے اسلامی قانون کو جانچنے کا معیار انسان کی طبعی، فطری و نفسیاتی میلان کو قرار دیا ہے۔ ابو اسیدؓ سے روایت ہے۔

"إِذَا سَمِعْتُمُ الْحَدِيثَ عَنِّي تَعْرِفُهُ قُلُوبُكُمْ، وَتَلِينُ لَهُ أَشْعَارُكُمْ، وَأَبْشَارُكُمْ، وَتَرَوْنَ أَنَّهُ مِنْكُمْ قَرِيبٌ۔۔۔ الحديث"[14]

"جب کوئی ایسی حدیث تم سنو جس سے تمہارے دل کو انسیت ہو اور تمہارے بال و کھال اس سے متاثر ہو اور اپنے سے اس کو قریب سمجھو۔ تو میں اس کا تم سے زیادہ حقدار ہوں اور جب کوئی ایسی حدیث تم سنو جس کو تمہارے دل قبول نہ کریں اور تمہارے بال و کھال اس سے متوحش ہوں اور اپنے سے اس کو دور سمجھو تو میں تمہاری نسبت اس سے دور ہوں"۔

حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اسلام دین فطرت ہے اسلام کا کوئی امر انسان کی طبعی و فطری میلانات کے ساتھ متصادم نہیں ، اگر کوئی امر انسان کے لئے طبعی طور پر ناخوشگواری اور دل و ضمیر پر بوجھ کا سبب بن جائے تو وہ اسلام کا حکم نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اسلام فطرتِ انسانی کے خلاف کوئی امر نہیں دے سکتا۔ اور خود شارع اسلام نے کسی امر کے صحیح و غلط ہونے کا معیار انسانی ضمیر اور

اس کے قلبی و فطری میلانات کو قرار دیا ہے۔ بلکہ ایک روایت میں انسان کو اپنے دل سے فتویٰ لینے کا حکم دیا گیا ہے۔

۴۔ اسلامی اور وضعی قانون کی تشکیل

وضعی قانون کی تشکیل انسانی خواہشات و شہوات، سوچ و تجربہ، علاقائی رسوم و رواجات اور عرف و عادات کی بنا پر ہوئی ہے۔ اس کے برعکس اسلامی قانون کسی کی خواہشات کا تابع نہیں ہوتا۔ عبدالقادر عودہؒ فرماتے ہیں۔

"والقوانين الانظمة التى يضعها البشر قابلة للتبديل والتعديل والالغاء، اذا مضت بذالک اهواء البشر و شهواتهم، امااحكام القرآن فهى من عند الله وهى دائمة الى الأبد لا تماشى اهواء الحكام ولا اهواء المحكومين"[15].

"وہ قوانین اور نظام جو انسان نے بنائے ہیں، جب انسان کی خواہشات و شہوات پوری کر دیتے ہیں تو وہ تبدیل کر دئے جاتے ہیں یا بالکل ہی ختم کر دئے جاتے ہیں۔ لیکن قرآن کے احکام اللہ کے عطا کردہ ہیں اور یہ ہمیشہ کے لئے ہیں، یہ حکام اور رعایا کی خواہشات کے تابع نہیں ہوتے"۔

وضعی قوانین میں انسان کی محدود سوچ، تنگ نظری، خود غرضی، لسانی، قومی اور قبائلی تفرقات و تعصّبات کا بڑا عمل دخل ہوتا ہے۔ اس میں اجتماعی مصالح اور مفادات کا بہت کم لحاظ رکھا جاتا ہے۔

"انسانی قانون کی بنیاد محض خاندانی رسوم و روایات اور علاقائی عرف و عادات پر ہے اس لئے اس میں تعصّبات و تنگ نظری کی تمام آلودگیاں موجود ہیں"[16]۔

اس کے برعکس اسلامی قانون فطرت انسانی اور الٰہی ہدایات پر مبنی ہے۔ اس میں رسوم و رواج، خواہشات و شہوات، نسلی، قومی، لونی، خاندانی اور قبائلی رجحانات و تعصّبات کا کوئی عمل دخل نہیں۔

۵۔ تقدیس کا پہلو

اسلامی قانون ایک مسلمان کے لئے مقدس و محترم شے ہے۔ اس قانون کی پیروی ایمان کا تقاضا اور تکمیل ایمان و اسلام کی بنیادی شرط ہے۔ اور اس قانون سے انحراف سرکشی اور فسق و فجور ہے۔

"اسلامی قانون خدا کا قانون ہونے کے سبب سے نہایت مقدس و محترم مانا جاتا ہے۔ وہ ہر مسلمان کے ایمان کی بنیاد ہوتا ہے جس کو مانے بغیر اس کا ایمان درست نہیں ہوتا"[17]۔

اسلامی قانون اس علیم و خبیر ذات کا عطا کردہ ہے جو دلوں کی بھیدوں کو بھی بخوبی جانتا ہے۔ کوئی شے اس کے علم سے باہر نہیں، جو ماضی، حال اور مستقبل کے تمام حالات و واقعات کا مکمل ادراک رکھتا ہے۔

"اسلامی قانون کے ساتھ یہ عقیدہ وابستہ ہے کہ جس نے یہ قانون ہمیں دیا ہے وہ ہماری ہر حرکت اور ہر بھید سے واقف ہے۔۔۔ اس طرح اسلامی قانون ظاہر کے ساتھ باطن پر بھی اور جسم کے ساتھ قلب و ضمیر پر بھی حکومت کرتا ہے"[18]۔

جبکہ وضعی قانون تقدیس کا کوئی پہلو نہیں رکھتا، اس کی بنیادی وجہ واضعین قانون کی کم علمی اور کمزور گرفت ہے۔ اس قانون کا رٹ وہاں تک ہے جہاں تک قانون نافذ کرنے والوں کی پہنچ ہے۔

۶۔ نفاذ کی قوت

اسلامی قانون کے ساتھ ہر مسلمان کی اعتقادی وابستگی ہے اس لئے ہر مسلمان کے لئے قانون کا احترام و تعمیل اس کے

ایمان کا تقاضا ہے۔اللہ تعالیٰ کے حاضر و ناظر اور علیم ، بصیر ، سمیع اور خبیر ہونے کا عقیدہ ایک مسلمان کو قانون کا پابند بناتا ہے اور قانون شکنی سے روکتا ہے۔ جبکہ وضعی قانون کا انسان کے ساتھ کوئی اعتقادی و نظریاتی وابستگی نہیں ، اس لئے اس قانون کا احترام و تقدیس بھی کسی کے دل میں نہیں۔اور اس قانون کا نفاذ و تعمیل حکومت وقت کی ذمہ داری ہوتی ہے۔

" انسانی قانون میں حکومت قانون کے نفاذ اور تعمیل کے لئے جوابدہ ہوتی ہے اس لئے اس کے لئے ساری محنت حکومت کو کرنی پڑتی ہے جبکہ اسلامی قانون میں ہر انسان اپنی ذات کے لئے جوابدہ ہوتا ہے "[19]۔

اسلام ہر انسان کے اندر یہ عقیدہ کو راسخ کرتا ہے کہ اللہ کے آگے ہر انسان اپنے اعمال کا جوابدہ ہے۔ جو کوئی گناہ کرتا ہے سو وہ اس کے ذمہ ہے اس کی سزا کسی اور کو نہیں ملے گی۔

"وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ إِلَّا عَلَيْهَا وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى" 20

"اور جو کوئی گناہ کرتا ہے سو وہ اس کے ذمہ ہے اور کوئی شخص کسی (کے گناہ) کا بوجھ نہیں اٹھائے گا"۔

اسلام ہر شخص کو اپنے ماتحتوں کے بارے میں ذمہ دار اور مسوٴول ٹھہراتا ہے۔ جس کے پاس جتنا اختیار ہے وہ اللہ کے سامنے اس کے بارے میں جوابدہ ہے۔ اسی طرح اسلام ہر شخص کے اندر احساس ذمہ داری پیدا کرتے ہوئے قانون کی وقعت اور تقدیس اس کے دل میں پیدا کرتا ہے۔اور ذہنی طور پر اسے قانون کی پابندی کے لئے تیار کرتا ہے۔

"كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ"21.

"تم میں سے ہر ایک نگراں ہے اور اس سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں سوال ہو گا"۔

جوابدہی کا احساس انسان کو ذمہ دار بناتا ہے خاص کر جب دل میں یہ عقیدہ راسخ ہو کہ اللہ تعالیٰ دلوں کی بھیدوں سے بھی آگاہ ہے انسان کا ارادہ اور نیت بھی اس سے مخفی نہیں تو یہ عقیدہ اور نظریہ انسان کی سوچ، کردار، شخصیت اور سیرت پر بہت گہرے اور مثبت اثرات مرتب کرتا ہے اور انسانی زندگی میں نظم وضبط پیدا کرتا ہے، اور ایسے افراد معاشرے میں اجتماعی نظم ضبط کو برقرار رکھنے میں بہت اہم کردار ادا کرتے ہیں اور یوں ایک ایسا صالح اور منظم معاشرہ وجود میں آتا ہے جس میں ہر طرف قانون کا بول بالا ہوتا ہے اور ہر انسان قانون کا نگہبان بن کر قانون شکنی سے احتراز کرتا ہے۔جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے حجرے کے باہر آپس میں دو جھگڑنے والوں کے درمیان فیصلہ کرتے ہوئے فرمایا:

"إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنَّهُ يَأْتِينِي الخَصْمُ، فَلَعَلَّ بَعْضَهُمْ أَنْ يَكُونَ أَبْلَغَ مِنْ بَعْضٍ، فَأَحْسِبُ أَنَّهُ صَادِقٌ فَأَقْضِي لَهُ۔۔۔ الحديث"[22]

میں انسان ہوں اور میرے پاس کوئی مقدمہ والا آتا ہے اور ایک دوسرے سے بہتر بات کرتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سچا ہے اور اس کے موافق فیصلہ کر دیتا ہوں تو جس کو میں کسی مسلمان کا حق دلا دوں وہ انگار کا ایک ٹکڑا ہے اس کو لے یا چھوڑ دے"۔

حدیث مذکورہ میں رسول اللہ ﷺ نے چرب زبانی اور زبان درازی کی وجہ سے دوسروں کی حق تلفی کرنے سے منع کیا ،ایک انسان جس کا قوت اظہار کمزور ہے وہ اپنے حق کے لئے بول نہیں سکتا، تو اس کی اس کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کی حق تلفی نہ کی جائے۔وضعی قانون اس طرح کی نگرانی اور حقوق کی حفاظت سے محروم ہے۔

۸۔ اسلامی قانون اور وضعی قانون کی توثیق

وضعی قانون اپنی توثیق کے لئے قوم یا قبیلہ کے سربراہ، حکومت وقت اور رائے عامہ کی تائید کا محتاج ہے جب تک وہ اس کی توثیق نہ کرے قانون اپنی اہمیت، افادیت اور نفاذ کی صلاحیت کھو دیتی ہے۔ جیسا کہ امین احسن اصلاحی فرماتے ہیں۔

"انسانی قانون کے قانون ہونے کا تمام تر انحصار اس بات پر ہے کہ اس کو شیخ قبیلہ یا بزرگِ خاندان کی منظوری حاصل ہے یا کسی عدالت نے اس پر عمل کیا ہے یا کسی حکومت نے اس کو تسلیم کیا ہے۔ اگر ان باتوں میں سے کوئی چیز بھی اس کو حاصل نہ ہو تو پھر اس کی قانونیت ختم ہو جاتی ہے"[23]۔

وضعی قانون کا انحصار چند ذہین اور با اختیار انسانوں کے دماغوں اور ان کی حمایت پر ہے، اگر وہ اس کی توثیق نہ کرے تو وہ قانون نہیں بن سکتا اور اس کا نفاذ بھی عمل میں نہیں آسکتا۔

" گویا اس کی قانونیت کا انحصار چند ذہین اور با اقتدار انسانوں کے دماغوں اور ان کی حمایت پر ہے۔اس کے برخلاف اسلامی قانون کی شان یہ ہے کہ اس کی تصدیق رب کائنات کرتا ہے، خواہ دنیا کی عدالت اس کو مانے یا نہ مانے اس کی قانونی حیثیت پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ بلکہ اس قانون سے انحراف کرنے والا ہی مجرم اور باغی قرار پائے گا"[24]۔

جو کوئی اللہ تعالیٰ کے قانون کو تسلیم نہ کرے تو قرآن اس کو کافر، ظالم اور فاسق ٹھہراتا ہے۔

"وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ"[25]

"اور جو اس کے مطابق فیصلہ نہ کرے جو اللہ نے نازل کیا ہے تو وہی لوگ کافر ہیں"۔

قرآن پاک کی اسی سورت کی اگلی آیتوں میں انہیں "ظالم"[26] اور "فاسق"[27] قرار دیا گیا ہے۔

اسلامی قانون کی نظر میں سارے انسان برابر ہے اور قانون سب کے لئے یکساں طور پر واجب التعمیل ہے۔اس لئے اس میں ترمیم کا اختیار کسی انسان کے بس میں نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے اختیار میں ہے۔ڈاکٹر محمود احمد غازی لکھتے ہیں۔

"اسلامی شریعت نے ایک ایسا خود کار نظام وضع کر دیا ہے کہ جس میں قانون اور نظام کے اساسی قواعد و اصول اور دستور وآئین کے بنیادی تصورات اور احکام سب کے لئے مشترکہ طور پر واجب التعمیل ہیں، سب انسان یکساں طور پر ان کے پابند ہیں اور ان میں کسی قسم کی تبدیلی یا ترمیم و تنسیخ انسانوں کے اختیار میں نہیں۔ یہ سب بنیادی امور انسانوں کے فیصلہ سے ماوراء ہیں"[28]۔

اس کے برعکس جب ہم وضعی قوانین کو دیکھتے ہیں تو مقتدر حضرات وضع شدہ قانون کے نفاذ میں مصلحت کے بجائے رائے عامہ کو مقدم سمجھتے ہیں، قانون جتنا مفید اور اخلاقی معیارات پر بھی اترتا ہو، پھر بھی اگر رائے عامہ اس کے حق میں نہیں تو وہ قانون نہیں بن سکتا، اگر قانون اخلاقی معیارات کے منافی، غیر فطری اور نقصان دہ ہو، لیکن رائے عامہ اس کے حق میں ہو تو وہ قانون قابل عمل بن جاتا ہے۔ جیسا کہ مغربی دنیا میں رائج غیر فطری اور غیر انسانی قوانین ہمارے سامنے ہیں۔

"۔۔۔ایک ضابطہ تمام اہل علم اور معلّمین اخلاق کے نزدیک صحیح اور مفید ہونے کے باوجود محض اس لئے رائج نہیں ہو سکتا کہ رائے عامہ اس کے خلاف ہے مثلاً امریکہ میں شراب کی پابندی کے قانون کو امریکی قوم کی رضامندی نہ ملنے کی وجہ سے قانون کی حیثیت حاصل نہیں ہوئی، اسی طرح برطانیہ میں قتل کی سزا میں ترمیم کرنی پڑی اور ہم جنسی جیسی قبیح حرکت کو قانون کی حد میں لانا پڑا حالانکہ ملک کے جج اور سنجیدہ لوگ اس کے خلاف تھے۔"[29]

اس مثال سے واضح ہوا کہ وضعی قانون اخلاقیات کے نہیں بلکہ انسانی خواہشات اور شہوات کے تابع ہے۔ کسی بھی ضابطہ کو قانون کا درجہ اس وقت ملتا ہے جب تک وہ انسانی خواہشات اور شہوات کو تسکین کا سامان فراہم کرے۔

۹۔ اسلام میں قانون جماعت سے مقدم ہے۔

اسلامی قانون جماعت کی تشکیل کی بنیاد ہے۔ پہلے قانون بنتا ہے اور پھر اس قانون کی روشنی میں جماعت تشکیل پاتی ہے۔ جبکہ وضعی قانون جماعت کی تشکیل اور سوسائٹی کی تنظیم کے لئے وجود میں آتا ہے۔ پہلے جماعت بنتی ہے اور پھر اس کی تنظیم کے لئے قانون وجود میں آتا ہے۔

" انسانی قانون میں قانون جماعت سے مؤخر ہوتا ہے، سوسائٹی پہلے ہوتی ہے اور اس کی تنظیم کیلئے قانون بنایا جاتا ہے، قانون جماعت کو پیدا نہیں کرتا "[30]۔

اس کے برعکس اسلام میں قانون جماعت کو تشکیل دیتا ہے۔

" اسلام میں قانون جماعت سے مقدم ہے جماعت کے وجود اور اس کے حالات پر قانون کا انحصار نہیں ہوتا بلکہ قانون پہلے بنتا ہے اس کے مطابق جماعت کی تعمیر ہوتی ہے "[31]۔

رسول اللہ ﷺ کی مکی زندگی اس کی بہترین مثال ہے آپؐ نے الہامی تعلیمات و قوانین کی روشنی میں مکہ مکرمہ میں ایک جماعت قائم کیں۔ یعنی پہلے قانون آیا اور پھر اس قانون کے مطابق جماعت تشکیل دی گئی۔

۱۰۔ مباحات کا دائرہ

اسلامی قانون کے اندر انسانی تجربات، تحقیق اور مہارت کا لحاظ رکھا گیا ہے دنیاوی امور میں ان سے پوری طرح استفادہ کرنے کا اختیار دیا گیا ہے، جیسا کہ شارع اسلام نے اپنی امت کو دنیاوی امور اپنی تحقیق و تجربات کی روشنی میں سرانجام دینے کا اذن عام دیا ہے۔

"أَنْتُمْ أَعْلَمُ بِأَمْرِ دُنْيَاكُمْ"[32]

"تم اپنے دنیوی معاملات سے بہتر طور پر واقف ہو"۔

مذکورہ حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو اپنے دنیاوی امور میں اپنے تجربات اور تحقیق کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنے معاملات سرانجام دینے کا اختیار دیا ہے۔ اس دائرہ میں جو چیز انسانی مصلحت کے لئے ہے شریعت اس کی تائید کرتی ہے اگرچہ وہ گناہ نہ ہو۔

خلاصۃ البحث:

اسلام خالق کائنات کا بنایا ہوا نظام ہے جو کہ اقوام عالم کے نفسیات اور طبائع سے اگاہ ہے اس نے انسان کو پیدا کیا اور انہیں جو ضابطہ حیات عطا کیا اس میں ان کی مصلحت اور بشری کمزوریوں کا پورا لحاظ رکھا۔ یہی وجہ ہے کہ دین کا کوئی حکم انسانی فطرت، نفسایت اور طبیعت پر گراں نہیں گزرتا۔ اللہ تعالیٰ جو ماضی، حال اور مستقبل سے بخوبی آگاہ ہے۔ اس کے قانون میں اس کی قدرت، کمال اور عظمت کی جھلک اور اس کے ماضی و مستقبل کے تمام ممکنات پر محیط علم کی روشنی موجود ہے، اس لئے اس کا دیا ہوا نظام ہر دور میں ہر قوم کے لئے قابل قبول اور قابل عمل ہے۔ ان کا بنایا ہوا قانون اور نظام ہر طرح کے نقائص سے پاک اور مبرا ہے۔ اور انسان کی دنیا اور آخرت میں کامیابی کا ضامن ہے۔ جبکہ وضعی قوانین انسان کے بنائے ہوئے قوانین ہیں، جن کی

اساس انسانی خواہشات، شہوات، خیالات اور جذبات ہیں۔اس قانون میں انسانی خود غرضی، نقص، عجز، ضعف، تنگ نظری اور محدود سوچ و علم شامل ہیں۔ یہی وجہ ہے جسے ہمہ وقت ترمیم و تبدیلی سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔اور انسانیت کے تمام طبقات کے لئے قابل قبول اور قابل عمل دستور حیات بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ صرف اسلامی قانون ہی ہر قوم اور ہر دور کے تقاضوں کے ساتھ ہم آہنگ ہے اور ہر دور میں انسانیت کے ہر طبقے کے لئے ایک کامل ضابطہ حیات ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی و حوالہ جات

1۔ شوقی ضیف، المعجم الوسیط، مجمع اللغۃ العربیۃ، جمہوریۃ مصر العربیۃ، ۲۰۰۴، مادہ: قنّن، ص ۷۶۳

Shawqi Dhiif, Al-Mu'jam al-Waseet, Majma' al-Lughah al-'Arabiyyah, Jumhuriyyah Misr al-'Arabiyyah, 2004, Madda: Qannn, P: 763

2۔ احمد مختار عمر، الدکتور، معجم اللغۃ العربیۃ المعاصرۃ، علام الکتب قاہرہ، ۲۰۰۸، مادہ "ق ن ن" ص ۱۸۶۴

Ahmad Mukhtaar Omar, Dr., Mu'jam al-Lughah al-'Arabiyyah al-Mu'aasir, Alam al-Kutub Cairo, 2008, Madda "Qaaf, Noon, Noon" P: 1864

3- John William Salmond, Jurisprudence, Stevens K Haynes Bell Yard, Temple Bar,1902, London, page 11

4 ۔ سورۃ الروم: ۳۰

Surah al-Rum: 30

5 ۔ سورۃ البقرۃ: ۲۸۶

Surah al-Baqarah: 286

6 ۔ سورۃ البقرۃ: ۱۸۵

Surah al-Baqarah: 185

7 ۔ سورۃ الحج: ۷۸

Surah al-Hajj: 78

8 ۔ سورۃ المائدہ: ٦

Surah al-Ma'idah: 6

9 ۔ البخاری، صحیح بخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب مایکرہ من التنازع والاختلاف فی الحرب وعقوبۃ من عصی إمامہ، حدیث نمبر: 3038

Al Bukhari, Sahih al-Bukhari, Hadith No: 3038

10 ۔ احمد بن حنبل، ابو عبداللہ احمد بن محمد بن حنبل، مسند احمد، تحقیق: شعیب الارنؤوط، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۲۰۰۱م، ج۳٦، ص ۵۲۴

Ahmad ibn Hanbal, Abu Abdullah Ahmad ibn Muhammad ibn Hanbal, Musnad Ahmad, Tahqiq: Shu'ayb al-Arna'ut, Mu'assasat al-Risalah Beirut 2001, VOL: 36, P: 524

11 ۔ مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب مباعدتہ صلی اللہ علیہ وسلم للآثام واختیارہ من المباح اسہلہ وانتقامہ للہ عند انتہاک

حرملۃ ،حدیث نمبر:2327
Muslim ibn al-Hajjaj, Sahih Muslim, Hadith No: 2337

12 ۔ قاسمی، اختر امام عادل، قوانین عالم میں اسلامی قانون کا امتیاز، ج۱، ص۲۰۷
Qasimi, Akhtar Imam 'Adil, Qanoon-e-Alam mein Islami Qanoon ka Imtiyaaz, VOL: 1, P: 207

13 ۔ ایضاً
Ibid

14 ۔ احمد بن حنبل، ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن اسد الشیبانی، مسند احمد، المحقق: شعیب، مؤسسۃ الرسالۃ ۲۰۰۱م، ج۲۵، ص۱۵۶
Ahmad ibn Hanbal, Abu Abdullah Ahmad ibn Muhammad ibn Hanbal ibn Hilal ibn Asad al-Shaybani, Musnad Ahmad, al-Muhaqqiq: Shu'ayb, Mu'assasat al-Risalah 2001, VOL: 25, P: 156

15 ۔ عبد القادر عودۃ، الإسلام وأوضاعنا السیاسیۃ، مؤسسۃ الرسالۃ للطباعۃ والنشر والتوزیع، بیروت لبنان، ۱۹۸۱، ج۱، ص۱۰۰
Abdul Qadir Auda, al-Islam wa Awda'una al-Siyasiyyah, Mu'assasat al-Risalah li al-Tiba'ah wa al-Nashr wa al-Tawzi', Beirut Lebanon, 1981, VOL: 1, P: 100

16 ۔ قاسمی، اختر امام عادل، قوانین عالم میں اسلامی قانون کا امتیاز، ج۱، ص۲۰۶
Qasimi, Akhtar Imam 'Adil, Qanoon-e-Alam mein Islami Qanoon ka Imtiyaaz, VOL: 1, P: 206

17 ۔ اصلاحی، امین احسن، مولانا، اسلامی قانون کی تدوین، ص۱۵، مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور، ۱۹۷۶
Islahī, Ameen Ahsan, Maulana, Islami Qanoon ki Tadween, P: 15, Markazi Anjuman Khuddam al-Qur'an Lahore, 1976

18 ۔ قاسمی، اختر امام عادل، قوانین عالم میں اسلامی قانون کا امتیاز، ج۱، ص۲۰۴
Qasimi, Akhtar Imam 'Adil, Qanoon-e-Alam mein Islami Qanoon ka Imtiyaaz, VOL: 1, P: 204

19 ۔ ایضاً، ص۲۱۰
Ibid

20 ۔ سورۃ الانعام: ۱۶۴
Surah al-An'am: 164

21 ۔ البخاری، صحیح البخاری، کتاب الجمعۃ، باب الجمعۃ فی القری والمدن ،حدیث نمبر:893
Al-Bukhari, Sahih al-Bukhari, Hadith No: 893

22 ۔ مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، کتاب الاقضیۃ، باب بیان ان حکم الحاکم لایغیر الباطن ،حدیث نمبر:1713
Muslim ibn al-Hajjaj, Sahih Muslim, Hadith No: 1713

23۔ اصلاحی، امین احسن، مولانا، اسلامی قانون کی تدوین، ص۱۴، مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور، ۱۹۷۶
Islahī, Ameen Ahsan, Maulana, Islami Qanoon ki Tadween, P: 14, Markazi Anjuman Khuddam al-Qur'an Lahore, 1976

24 ۔ قاسمی، اختر امام عادل، قوانین عالم میں اسلامی قانون کا امتیاز، ج۱، ص۲۰۳
Qasimi, Akhtar Imam 'Adil, Qanoon-e-Alam mein Islami Qanoon ka Imtiyaaz, VOL: 1, P: 203

25 ۔ سورۃ المائدہ: ۴۴

Surah al-Ma'idah: 44

26 ۔ سورۃ المائدہ: ۴۵

Surah al-Ma'idah: 45

27 ۔ سورۃ المائدہ: ۴۷

Surah al-Ma'idah: 47

28 ۔ غازی، محمود احمد، ڈاکٹر، محاضرات فقہ، الفیصل ناشران و تاجران کتب لاہور، ۲۰۰۵، ص ۱۲۱

Ghazi, Mahmood Ahmad, Dr., Mahazrat Fiqh, al-Faisal Nashiran wa Tajiran Kutub Lahore, 2005, P: 121

29 ۔ وحید الدین خان، مولانا، مذہب اور جدید چیلنج، دار التذکیر، رحمان مارکیٹ غزنی اسٹریٹ اردو بازار لاہور، ص ۱۹۷

Waheeduddin Khan, Maulana, Mazhab aur Jadeed Challenge, Dar al-Tazkir, Rahman Market Ghazni Street Urdu Bazaar Lahore, P: 197

30 ۔ عبد القادر عودہ، التشریع الجنائی الاسلامی، ج ۱، ص ۲۱

Abdul Qadir Auda, al-Tashri' al-Jinai al-Islami, VOL: 1, P: 21

31 ۔ قاسمی، اختر امام عادل، قوانین عالم میں اسلامی قانون کا امتیاز، ج ۱، ص ۲۰۸

Qasimi, Akhtar Imam 'Adil, Qanoon-e-Alam mein Islami Qanoon ka Imtiyaaz, VOL: 1, P: 208

32 ۔ مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب وجوب امتثال ما قالہ شرعا دون ما ذکرہ صلی اللہ علیہ وسلم من معایش الدنیا علی سبیل الرای، حدیث نمبر: 2363

Muslim ibn al-Hajjaj, Sahih Muslim, Hadith No: 2363